فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۸۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مزاروں پر عرس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: قبروں پر عرس اور میلوں کا انعقاد بدعت، حرام اور ناجائز ہے، یہ دراصل ہندوؤں کی نقالی ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صریح نافرمانی، سلف صالحین کی مخالفت، حدودِ شرع سے تجاوز اور انہدامِ اسلام ہے۔ عقیدہ وعمل کی بہت سی خرابیاں اسی سے وابستہ ہیں۔ یہ قریب بہ شرک یا بے شمار بدعات وخرافات کا موجب ضرور ہے۔ اس سے مشرکانہ عقائد واعمال پروان چڑھتے ہیں۔ اس فعلِ بد کو سند جواز دینا درحقیقت احکامِ شریعت کی کھلم کھلا توہین ہے۔

عرسوں اور میلوں کا اصل سبب جہالت اور غلو ہے۔ اس لیے یہ قبر کے متعلق فتنوں میں بڑا فتنہ ہے۔ شرک کے قلع قمع کے لیے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ یہ وقت اور قیمتی مال کا ضیاع ہے۔

عرس اور میلوں میں جو کچھ ہوتا ہے، وہ کسی پر مخفی نہیں۔ ایک بدعت کی آڑ میں بیسیوں بدعات وخرافات اور لغویات وہفوات، بلکہ مشرکانہ عقائد واعمال کا اس قدر بازار گرم ہوتا ہے کہ یہود ونصاریٰ بھی شرما جاتے ہیں۔ وہاں اکتساب فیض، طلب برکت اور استمداد کے لیے جایا جاتا ہے۔ سازوں میں خدا کی آواز سن رہے ہوتے ہیں، نعوذ باللہ! شراب طہور کی یاد میں شراب نوشی ہوتی ہے، بدکاری تک کر گزرتے ہیں۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ خدا کی

مشیئت کے بغیر دنیا میں پتہ تک حرکت نہیں کر سکتا۔ العیاذ باللہ!

نذرانے چڑھائے جاتے ہیں، صاحبِ قبر کے لیے تعظیمی سجدہ روا سمجھا جاتا ہے، دوسرے یہ کہ اونچے اونچے گنبدوں، مقبروں کی شان وشوکت، دیواروں کی مینہ کاری اور تابوت کے نقش ونگار کو دیکھ کر بھلا موت یاد آتی ہے؟

✿ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (1176ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ أَعْظَمِ الْبِدَعِ مَا اخْتَرَعُوْا فِي أَمْرِ الْقُبُوْرِ، وَاتَّخَذُوْهَا عِيْدًا .

''ان مشرکین نے سب سے بڑی بدعت قبروں کی صورت میں ایجاد کی ہے اور ان قبروں پر میلے رچا لیے ہیں۔''

(تفہیمات الٰہیہ، جلد2 ص64)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ الْاِعْتِقَادُ لِي وَلَا لِمَنْ هُوَ أَكْبَرُ مِنِّي؛ بَلِ الْاِعْتِقَادُ يُؤْخَذُ عَنِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَرَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ سَلَفُ الْأُمَّةِ، يُؤْخَذُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَمِنْ أَحَادِيثِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْأَحَادِيثِ الْمَعْرُوفَةِ وَمَا ثَبَتَ عَنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ .

''عقیدہ نہ میرا اپنا ہے، نہ میرے کسی بڑے کا، بلکہ عقیدہ تو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اسلاف امت کے اجماع سے اخذ کیا جاتا ہے، یعنی عقیدہ کتاب اللہ، بخاری ومسلم وغیرہما کی صحیح احادیث اور اسلاف امت سے ثابت شدہ (اجماعی) اقوال سے لیا جائے گا۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 203/3)

۞ **حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں:**

إِنَّ الدِّينَ لَيْسَ بِالتَّحَلِّي وَلَا بِالتَّمَنِّي، وَلَيْسَ كُلُّ مَنِ ادَّعٰى شَيْئًا حَصَلَ لَهٗ بِمُجَرَّدِ دَعْوَاهُ، وَلَا كُلُّ مَنْ قَالَ : إِنَّهٗ هُوَ الْمُحِقُّ سُمِعَ قَوْلُهٗ بِمُجَرَّدِ ذٰلِكَ، حَتّٰى يَكُونَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ بُرْهَانٌ .

''دین محض تزیین و آرائش اور آرزو کا نام نہیں، ہر شخص جو دعویٰ کرے، اسے محض دعویٰ کی وجہ سے وہ چیز حاصل نہیں ہو جاتی، نہ ہی ہر شخص جو کہے، وہ صرف اس کے کہنے سے سچ بنتا ہے، سچ تب بنتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر دلیل ہو۔'' (تفسیر ابن کثیر : 380/2)

۞ **علامہ برکوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:**

''بت پرستی میں سب سے بڑا فتنہ قبر پرستوں کا ہے یہی بت پرستی کی جڑ ہے جیسا کہ سلف صالحین میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے یہ بات کہی ہے، چنانچہ شیطان ایک ایسے آدمی کی قبر ان کے سامنے کرتا ہے جس کی وہ تعظیم کرتے ہیں، پھر اُسے معبد خانہ بنا دیتا ہے، بعد ازاں شیطان اپنے دوستوں کے ذہنوں میں ڈالتا ہے کہ جو ان کی عبادت کرنے، ان کی قبر کو میلہ، عرس گاہ اور معبد خانہ بنانے سے روکتا ہے، وہ ان کی گستاخی اور حق تلفی کرتا ہے، اس پر جاہل لوگ ایسے (حق گو) آدمی کو قتل کرنے، سزا دینے اور اس کی تکفیر کے درپے ہو جاتے ہیں، حالانکہ اس کا جرم صرف اتنا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے کا حکم دیتا ہے اور اس سے روکتا ہے جس

سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے۔‘‘

(زيارة القبور، ص 39)

ہم کہتے ہیں کہ قبروں پر میلوں کی دلیل تو کجا، اسے تو شریعت نے ممنوع و حرام ٹھہرایا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَّلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَّصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ.

’’گھروں کو قبرستان مت بنائیں، نہ ہی میری قبر کو میلہ گاہ بنانا، مجھ پر درود پڑھیں، آپ جہاں بھی ہوگے، آپ کا درود مجھ تک پہنچے گا۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 368/2، سنن أبي داوٗد : 2042، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ (الاذکار ص 106، خلاصۃ الاحکام :440/1) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری:488/6) نے اس کی سند کو ’’صحیح‘‘ قرار دیا ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ، فَإِنَّ رُوَاتَهٗ كُلَّهُمْ ثِقَاتٌ مَّشَاهِيرُ.

’’اس کی سند حسن ہے، اس کے تمام راوی مشہور ثقہ ہیں۔‘‘

(اقتضاء الصّراط المستقيم : 654/2)

اس حدیث میں قبروں پر میلے ٹھیلے لگانے کی واضح ممانعت ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) لکھتے ہیں:

’’بعض لوگ جو شرک میں عیسائیوں اور تحریف میں یہودیوں جیسے ہیں، انہوں نے ان احادیث میں تحریف کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان احادیث میں تو نبی ا

کرم ﷺ کی قبر لازم پکڑنے، اس پر اعتکاف کرنے، بار باراس کی طرف جانے کا حکم ہے اور ممانعت یہ ہے کہ عید کی طرح سال کے سال جایا جائے، یعنی سال میں صرف ایک دو مرتبہ جانے سے منع کیا گیا ہے ۔ گویا کہ آپ ﷺ یہ فرمانا چاہتے تھے کہ میری قبر کو اس عید کی طرح نہ بنانا جو سال بعد آتی ہے، بلکہ ہر وقت، ہر گھڑی اس کا قصد کرنا ۔ حالانکہ ان احادیث کا یہ مطلب لینا اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور اس کی مخالفت ہے ۔ نیز یہ رسول اللہ ﷺ کی مراد کے خلاف ہے ۔ اس سے حقائق بدلنے کی کوشش کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کی طرف تناقض کے ساتھ ساتھ تدلیس و تلبیس کی نسبت ہے ۔ اللہ تعالیٰ اہل باطل کو تباہ و برباد کرے، وہ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں ! جو شخص لوگوں کو اپنی قبر کی طرف بہت زیادہ آنے، اسے لازم پکڑنے اور بار بار زیارت کا حکم یہ کہہ کر دیتا ہے کہ میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا، وہ فصاحت و بلاغت کی بجائے تلبیس اور تناقض کے زیادہ قریب ہے، اگر یہ گستاخی نہیں تو پھر دنیا میں گستاخی کا وجود ہی نہیں، اس شخص کی طرح جو رسول اللہ ﷺ کے اعوان و انصار اور آپ ﷺ کی جماعت کو اپنی (شرک و بدعت اور باطل تاویل کی) بیماری اور مصیبت میں ملوث کرتا ہے اور خود بریٔ الذمہ ہو جاتا ہے ۔ کچھ شک نہیں کہ شرک کے بعد آپ ﷺ کے دین اور آپ ﷺ کی سنت کے بارے میں ایسے تاثرات کے اظہار سے ہر کبیرہ گناہ کم تر قباحت اور ہلکے عذاب والا ہے ۔ سابقہ رسولوں کے ادیان بھی اسی طرح بدل دیے گئے تھے ۔ اگر اللہ اپنے دین کے مددگار اور محافظ پیدا نہ کرتا جو اس سے تحریف کا

ازالہ کرتے ہیں،تو اسلام پر بھی وہی حالات آجاتے جو پہلے ادیان پر گزرے تھے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی مراد وہی ہوتی، جو یہ بیان کرتے ہیں، تو آپ ﷺ انبیائے کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع نہ فرماتے اور ایسا کرنے والوں پر لعنت در لعنت نہ فرماتے۔ جب آپ ﷺ قبروں پر مسجدیں بنانے، جن میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی تھی، والوں پر لعنت کر رہے ہیں، تو کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ قبروں کو لازم پکڑنے، ان پر اعتکاف کرنے اور ان پر بار بار آنے کا حکم دیں اور اس سے منع کریں کہ ان پر سال کے سال آکر میلہ گاہ نہ بنایا جائے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے ربّ سے یہ دعا کریں کہ آپ کی قبر بت نہ بنے، جس کی عبادت کی جائے؟ اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والی شخصیت (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کہیں کہ آپ ﷺ کی قبر اسی لیے کھلی نہیں رکھی گئی کہ لوگوں کی طرف سے اسے سجدہ گاہ بنائے جانے کا ڈر تھا؟ اور پھر آپ ﷺ یہ کیسے فرما سکتے تھے کہ میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا، بلکہ جہاں بھی ہونا، درود پڑھ دینا، آپ جہاں بھی ہو گے، درود مجھ تک (فرشتوں کے ذریعے) پہنچ جائے گا؟ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ بات آپ کے صحابہ اور آپ کے اہل بیت کی سمجھ میں نہ آئی، جو شرک وتحریف کو جمع کرنے والے گمراہوں کی سمجھ میں آئی ہے۔''

(اغاثۃ اللّھفان من مَصاید الشّیطان، ص 192-193)

✿ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تَجعَلُوْا زِيَارَةَ قَبْرِي عِيْدًا، أَقُوْلُ: هٰذَا إِشَارَةٌ إِلٰى سَدِّ مَدْخَلِ

التَّحْرِيْفِ كَمَا فَعَلَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی بِقُبُوْرِ أَنْبِيَائِهِمْ، وَجَعَلُوْهَا عِيْدًا وَّمَوْسِمًا بِمَنْزِلَةِ الْحَجِّ .

''میری قبر کی زیارت میلہ نہ بنا لینا۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں یہود ونصاریٰ کی طرح اپنے انبیا کی قبروں کو حج کا سا اجتماع یا تہوار بنانے کا دروازہ بند کرنے کی طرف اشارہ ہے۔''

(حُجّة اللّٰه البالغة : 77/2)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) لکھتے ہیں:

فِي الْجُمْلَةِ هٰذَا الَّذِي يُفْعَلُ عِنْدَ هٰذِهِ الْقُبُوْرِ هُوَ بِعَيْنِهِ الَّذِي نَهٰی عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهٖ : لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيْدًا، فَإِنَّ اعْتِيَادَ قَصْدِ الْمَكَانِ الْمُعَيَّنِ فِي وَقْتٍ مُّعَيَّنٍ عَائِدٌ بِعَوْدُ السَّنَةِ أَوِ الشَّهْرِ أَوِ الْأُسْبُوْعِ هُوَ بِعَيْنِهٖ مَعْنَى الْعِيْدِ ثُمَّ يُنْهٰی عَنْ دِقِّ ذٰلِكَ وَجِلِّهٖ .

''الحاصل ان قبروں پر جو کچھ ہو رہا ہے، وہ بعینہ وہی ہے، جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا تھا کہ میری قبر کو عید نہ بنانا۔ اعتیاد کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی خاص جگہ کا کسی معین وقت میں جو سال، مہینے یا ہفتے بعد لوٹ کر آئے، قصد کرنا۔ بالکل یہی معنی عید کا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایسے چھوٹے بڑے ہر کام سے منع فرما دیا ہے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم، ص 257-258)

۞ نیز فرماتے ہیں:

''دلالت یوں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر روئے زمین کی سب قبروں سے افضل ہے، آپ ﷺ نے اسے میلہ گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے، تو دوسری سب قبریں خواہ کسی کی بھی ہوں، انہیں میلہ گاہ بنانے کی ممانعت بالاولیٰ ہو گی۔ پھر ایک دوسری حدیث پڑھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ، یعنی انہیں نماز، دعا اور قرأت سے خالی نہ کرو کہ وہ قبروں کی طرح ہو جائیں۔ یوں آپ ﷺ نے گھروں میں عبادت کا اور قبروں پر عبادت سے رُکنے کا حکم دیا ہے، یہ فرمانِ نبوی اس طریقے کے خلاف ہے جسے عیسائی اور ان سے مشابہت کرنے والے لوگ اپنائے ہوئے ہیں۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم، ص 172)

❁ علامہ مناوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''معنی یہ کہ آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کے لیے عید کی طرح اجتماع منع ہے۔ یا تو مشقت ختم کرنے کے لیے ایسا فرمایا گیا ہے یا اس خدشہ سے کہ لوگ تعظیم کی حد سے گزر جائیں گے۔''

(فیض القدیر، تحت الحدیث: 5016)

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

نَهَاهُمْ عَنِ الْاِجْتِمَاعِ لَهَا اجْتِمَاعَهُمْ لِلْعِيدِ نُزْهَةً وَّزِينَةً، وَّكَانَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى تَفْعَلُ ذٰلِكَ بِقُبُورِ أَنْبِيَائِهِمْ، فَأَوْرَثَهُمُ الْغَفْلَةَ وَالْقَسْوَةَ.

''نبی کریم ﷺ نے اپنی قبر پر اس طرح جمع ہونے سے منع فرمایا، جس طرح

عید کے موقع پر سیر وتفریح اور زینت کے ساتھ جمع ہوا جاتا ہے۔ یہود ونصاریٰ انبیا کی قبروں پر ایسا کرتے تھے۔ اس چیز نے انہیں غافل اور سخت دل بنا دیا تھا۔''

(مِرقاة المَفاتيح للقاري : 14/3)

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر مسجد بنانے سے منع فرمایا اور ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبریں پختہ بنانے، بلند کرنے، سجدہ گاہ بنانے، ان پر نماز ادا کرنے اور ان کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے اور ان پر چراغاں کرنے سے منع فرمایا ہے اور انہیں برابر کرنے کا حکم دیا ہے، انہیں میلہ گاہ بنانے اور ان کی طرف رختِ سفر باندھ کر جانے سے منع فرمایا ہے تاکہ یہ کام ان کی عبادت کرنے اور ان کی وجہ سے شرک کا ذریعہ نہ بن جائے۔ یہ کام سد ذرائع کے طور پر ایسا ارادہ کرنے والوں اور ارادہ نہ کرنے والوں، بلکہ اس کے خلاف ارادہ رکھنے والوں سب پر حرام ہے۔''

(إعلام المؤقعين : 151/3)

قبروں پر عرس کے ردّ میں ایک اور دلیل ملاحظہ ہو:

❁ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يَنْحَرَ بِبُوَانَةَ، فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ بِبُوَانَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟ قَالَ: لَا،

قَالَ : فَهَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟ قَالَ : لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَوْفِ بِنَذْرِكَ .

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں بوانہ نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس بارے میں پوچھا، فرمایا: کیا اس جگہ کوئی بت تھا، جس کی عبادت کی جاتی تھی؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: کیا اس جگہ پر مشرکین کے میلوں میں سے کوئی میلہ تھا؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: اپنی نذر پوری کر لیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 3313، المعجم الكبير للطّبراني : 1341، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ مَشَاهِيْرٌ، وَهُوَ مُتَّصِلٌ بِلَا عَنْعَنَةٍ .

''اس کے تمام راوی مشہور ثقہ ہیں اور یہ سند عنعنہ کے بغیر متصل ہے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقيم، ص 186)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 4/198، بلوغ المرام، كتاب الأيمان والنّذور)

۞ علامہ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (744ھ) لکھتے ہیں

''اس میں دلیل ہے کہ جس جگہ مشرکین کا میلہ لگتا ہو، اس جگہ کی تعظیم میں جانور ذبح کرنا اسی طرح ناجائز ہے، جس طرح بت کی تعظیم میں اس کے نزدیک ذبح کرنا۔ یہ سب شرک کی طرف جانے والے راستے بند کرنے اور توحید کی حفاظت وصیانت کے لیے ہے۔ جب آپ ﷺ نے قبر وغیرہ پر میلہ لگنے والی

جگہ پر جانور ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے تو آپ ﷺ کا قبر کو عید گاہ اور میلہ بنانے سے منع کرنا بالاولیٰ ثابت ہوگا، کیونکہ قبر کو میلہ گاہ بنانے کے نقصانات میلہ گاہ پر جانور ذبح کرنے سے بہت زیادہ ہیں۔ یہ سب احادیث دلیل ہیں کہ قبروں کو ایسی چیزوں کے ساتھ خاص کرنا، جن سے ان پر آنا جانا زیادہ ہو، ان پر سجدہ کیا جائے، انہیں میلہ گاہ بنایا جائے، ان پر چراغاں کیا جائے، ان کے نزدیک جانوروں کو ذبح کیا جائے، حرام ہے۔ ان احادیث کے مقاصد اور ان کا مشترکہ مفہوم اس سے مخفی نہیں، جس نے خالص توحید کی خوشبو بھی سونگھی ہو۔ یہاں اس شخص کی تاویل کا بطلان بھی واضح ہو جاتا ہے، جو کہتا ہے کہ فرمانِ نبوی: ''میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا'' کا مطلب یہ ہے کہ کم آنے جانے اور قصد کرنے کے سبب میری قبر کو عید نہ بناؤ، جو سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے، بلکہ ہر وقت میری قبر کا قصد کرو، اس کی طرف آنے میں جلدی کرو اور دُور اور قریب سے اس کی طرف مسلسل آؤ، اس کام کو اپنی فطرت اور عادت بناؤ ...... حالانکہ یہ مفہوم نبی اکرم ﷺ کے ان ارشادات کے خلاف ہے جو آپ نے اپنی قبر اور دوسری قبروں کے بارے فرمائے۔ یہ مفہوم ان چیزوں کی طرف ترغیب دیتا ہے جن سے آپ ﷺ نے اُمت کو منع فرمایا ہے اور خطرہ محسوس کیا ہے۔ یہ مفہوم آپ ﷺ کی مراد کے خلاف ہے، یہ بھی ہے کہ تاویل کرنے والے نے جو معنی بیان کیا ہے وہ اذہان میں تشریح کی بجائے اُلجھن پیدا کرتا ہے، ایسا کیوں نہ ہو کہ معروف احادیث اس مفہوم کے سخت خلاف ہیں، بلکہ یہ حدیثِ نبوی خود اس تاویل کو ردّ کرتی ہے، اس میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان

بھی ہے کہ آپ جہاں بھی ہو، مجھ پہ درود پڑھ دینا، پھر اگر (معاذ اللہ!) آپ ﷺ کی مراد یہی ہوتی، تو آپ ﷺ اسے قبروں کی طرف قصد کی ترغیب اور زیادہ آنے جانے کے واضح الفاظ میں بیان فرما دیتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے مسجدوں کی طرف زیادہ آنے کی ترغیب دی ہے۔''

(الصّارم المُنكي في الرد على السّبكي ص 310)

سوال: عرف کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: شریعت نے عرف کا لحاظ رکھا ہے، ہر علاقے کے عرف کا لحاظ رکھا جائے گا، البتہ جب شریعت کے مخالف ہو، تو عرف کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا، بلکہ شرعی حکم مقدم ہوگا۔

❁ نبی کریم ﷺ عرف کا لحاظ رکھتے تھے۔

(صحيح البخاري : 126، صحيح مسلم : 1333)

سوال: نماز عرفہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) کو خاص عبادت کی جاتی ہے، اس بارے میں بیان کی جانے والی تمام روایات غیر ثابت ہیں۔

سوال: غسل خانے میں برہنہ ہو کر غسل کرنا کیسا ہے؟

جواب: غسل خانے میں برہنہ ہو کر غسل کرنا جائز ہے۔

سوال: عزل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: حمل کے ڈر سے مادہ تولید کو باہر خارج کرنا عزل کہلاتا ہے۔ عزل مباح اور جائز عمل ہے، عزل کے سلسلے میں متفرق روایات وارد ہوئی ہیں، بعض کا تعلق اس کے جواز سے ہے، بعض روایات سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں عزل سے منع کیا گیا ہے،

لیکن اس ممانعت کا تعلق ایک خاص نوعیت سے ہے۔

سوال: منصوبہ بندی کے لیے عزل کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا کیسا ہے؟

جواب: عزل منصوبہ بندی کا فطری طریقہ ہے۔اس سے منصوبہ بندی کے غیر فطری طریقوں سے بچا جا سکتا ہے۔

منصوبہ بندی کے لیے گولیوں کا استعمال یا انجکشن لگوایا جاتا ہے۔اس سے عورت کے ہارمونز خراب ہو جاتے ہیں، جن کی وجہ سے چھاتیوں میں دودھ کی نالیوں میں سوزش آ جاتی ہے۔حیض بند ہونے کی وجہ سے عورت تبخیر اور چڑ چڑا پن کا شکار ہو جاتی ہے، جو کچھ عرصہ کے بعد چھاتی کے کینسر کا سبب بن سکتا ہے۔

اسی طرح منصوبہ بندی کے لیے چھلا رکھوانے سے عورت کی اندام نہانی میں خارش شروع ہو جاتی ہے اور زخم بننے پر لیکوریا (سیلان رحم عفونی) شروع ہو جاتا ہے۔اس کے بعد بار بار پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔

منصوبہ بندی کے لیے condom کا استعمال بھی نقصان دہ ہے۔اس سے عورت کی اندام نہانی میں خارش پیدا ہو جاتی ہے، جس سے عورت کی لذت ختم ہو جاتی ہے۔عورت کے خاص حصے سے رطوبت خارج ہونا بند ہو جاتی ہے، جو عورت میں موٹاپے کا باعث بنتا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَنْ هَاجَرَ يَبْتَغِي شَيْئًا فَهُوَ لَهُ، قَالَ : هَاجَرَ رَجُلٌ لِيَتَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا : أُمُّ قَيْسٍ، وَكَانَ يُسَمَّى مُهَاجِرَ أُمِّ قَيْسٍ .

”جس نے جس نیت سے ہجرت کی، اس کے لیے وہی ہے۔ایک شخص نے اُم

قیس نامی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہجرت کی، تو اسے ''مہاجر اُم قیس'' کہا جانے لگا۔''

(المعجم الکبیر للطّبراني : 8540، معرفة الصّحابة لأبي نعیم : 3546/6)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ اعمش کا عنعنہ ہے۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ، لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ، أَقْطَعُ .

''جس اہم کام کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے نہ کیا جائے، وہ ناقص رہتا ہے۔''

(سنن أبي داود : 4840، السنن الکبریٰ للنّسائي : 10255، سنن ابن ماجه : 1894)

(جواب): سند ضعیف ہے،

① زہری کا عنعنہ ہے۔

② قرہ بن عبد الرحمٰن جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

(الآداب الشّرعیة لابن مفلح : 180/3، العرف الشّذي للکاشمیري :289/1)

جہاں قرہ کی متابعت ہوئی ہے، وہ سند ثابت نہیں۔

❀ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں:

كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَهُوَ أَقْطَعُ .

''جس اہم کام کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے نہ کیا جائے، وہ ناتمام رہتا ہے۔''

(طبقات الشّافعیة للسّبکي :12/1)

اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

① زہری کا عنعنہ ہے۔

② احمد بن محمد بن عمران جندی ''ضعیف'' ہے۔

نیز یہ روایت مضطرب ہے۔

سوال: بچھو کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: بچھو حرام ہے۔ یہ خبائث میں سے ہے، زہریلا ہے، اس کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ»، وَقَالَ ابْنُ هَاشِمٍ : «فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ» .

''پانچ جانور ایسے ہیں، جنہیں قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں، خواہ انہیں قتل کرنے والا حرم کے اندر ہو یا حالت احرام میں ہو۔ (۱) چوہیا (۲) چیل (۳) کوا (۴) بچھو (۵) کاٹنے والا کتا۔''

(صحيح البخاري : 1828، صحيح مسلم : 1199، المنتقى لابن الجارود : 440)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَى الْأَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ، فَتَنَاوَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهٖ فَقَتَلَهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ :

أَخْزَى اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهٗ وَلَا مُؤْمِنًا وَلَا غَيْرَهٗ إِلَّا لَدَغَتْهُ، ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَمَاءٍ فَجَعَلَهٗ فِي إِنَاءٍ وَجَعَلَ يَصُبُّهٗ عَلٰى إِصْبَعِهٖ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ.

''ایک رات رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے زمین پر ہاتھ رکھا، تو بچھو نے کاٹ لیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے جوتے سے مار دیا، نماز سے فارغ ہوئے، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو کو برباد کرے، نماز کے اندر اور باہر، نبی اور غیر نبی ہر کسی کو کاٹ لیتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگوایا، اسے ایک برتن میں ڈالا اور انگلی کے جس حصہ پر بچھو نے کاٹا تھا، اس پر نمک والا پانی بہانے لگے، اسے ملنے لگے اور معوذتین کا دم کرنے لگے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة :29801، المعجم الصّغير للطّبراني : 830، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: بعض صوفیا کہتے ہیں کہ جب انسان ''یقین'' کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے، تو اس سے عبادات ساقط ہو جاتی ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بعض گمراہ اور ملحد صوفیوں کا کہنا ہے کہ جب انسان مقام یقین کو عبور کر لے، تو اس سے عبادات ساقط ہو جاتی ہیں اور وہ احکام شرعیہ کا پابند نہیں رہتا۔ وہ ''یقین'' کی تاویل معرفت الٰہیہ سے کرتے ہیں۔ یہ نظریہ ملحد اور زندیق صوفیا کا ہے۔ اپنے آپ کو عبادت سے بے نیاز سمجھنا شیطانی اور دجالی وسوسہ ہے۔ وہ اپنے نظریے پر مندرجہ ذیل آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (الحجر : 99)

''اپنے تادم واپسیں اپنے رب کی عبادت بجا لائیے۔''

جبکہ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں ''یقین'' سے مراد موت ہے۔

(مِرقاة المَفاتيح للملا علي القاري :61/1)

اللہ تعالیٰ جہنمیوں کا حال بیان کرتے ہیں:

﴿وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ، حَتّٰى أَتَانَا الْيَقِينُ﴾

(المدثر : 46-47)

''(اہل جہنم کہیں گے) ہم روز قیامت کو جھٹلاتے رہے، یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔''

یہاں یقین موت کے معنی میں ہے۔

❀ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''گمراہ صوفیا کا ایک گروہ یہ سمجھتا ہے کہ عبادات کی غایت معرفت کا حصول محض ہے۔ تو جب معرفت حاصل ہو جائے، عبادات ساقط ہو جاتی ہیں۔ بعض نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو دلیل بنایا ہے: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (الحجر : 99) ''اللہ کی عبادت کریں، یہاں تک کہ یقین حاصل ہو جائے۔'' صوفیا کہتے ہیں کہ یقین سے مراد معرفت ہے، لیکن یہ خطا ہے۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔ اہل تفسیر وغیرہ بھی اس کو خطا کہتے۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جب تک بندے کی عقل سلامت ہو، اس وقت تک احکام پر عمل کرنا جیسا کہ پانچ نمازیں اور منہیات جیسا کہ ظلم اور فحش وغیرہ سے رکے رہنا واجب ہے۔ نماز کسی سے ساقط نہیں ہوتی، سوائے حیض اور نفاس والی خاتون کے یا اس شخص کے، جس کی عقل ہی زائل ہو چکی ہو۔ ......تو اس

سے مقصود یہ ہے کہ پانچ نمازیں کسی سے ساقط نہیں ہوں گی، چاہے وہ صالح نیک، عالم اور بڑا ہی کیوں نہ ہو۔اور یہ جو جاہل اسماعیلیوں، صوفیوں، نصیریوں اور ان کے متبعین نے سمجھ رکھا ہے کہ عارفین سے نماز ساقط ہو جاتی ہے، یا ان سے جو ایک خاص مقام کو پہنچ جائیں، یا ائمہ اسماعیلیہ اور ان کے بعض متعبین سے نماز ساقط ہو جاتی ہے۔اسی طرح علوم عقلیہ کے ماہر سے بھی ساقط ہو جاتی ہے۔ یا پھر علم کلام کے ماہر سے اور کامل فلسفی سے نماز ساقط ہو جاتی ہے،تو یہ سب باطل باتیں ہیں،اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

(دَرء تعارض العقل والنّقل : 3/270-271)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''یہاں یقین سے مراد موت ہے اور اس پر مفسرین کا اجماع ہے۔تو بندہ جب تک دارالتکلیف میں رہتا ہے، اس وقت عبادت سے چھٹی نہیں ملتی، بلکہ برزخ میں بھی اس پر ایک دوسری نوعیت عبادت فرض ہے، فرشتے اس سے سوال کریں گے کہ آپ کس کی عبادت کیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ وہ اس سے جواب چاہیں گے۔اسی طرح قیامت میں ایک نوعیت کی عبادت ہوگی۔ اللہ اپنی تمام مخلوق کو سجدے کا کہے گا،سب مسلمان مومن سجدہ کریں گے لیکن کفار اور منافقین سجدہ نہیں کر پائیں گے۔تو جب وہ دارثواب اور عقاب میں داخل ہو جائیں گے، پھر مکلّف نہیں رہیں گے۔تو جنت والوں کی عبادت تسبیح ہوگی، جو ان کی سانسوں سے نکلتی رہے گی، اس سے وہ مشکل کا شکار نہیں ہوں گے۔ جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ وہ ایسے

مقام و مرتبے کو پہنچ گیا ہے، جس میں اس سے عبادت ساقط ہوگئی ہے تو وہ زندیق ہے، اللہ ورسول کے ساتھ کفر کرتا ہے۔ وہ اللہ کے ساتھ کفر کے مقام پر پہنچ گیا ہے اور دین سے نکل گیا ہے۔''

(مَدارج السّالکین :117/1)

(سوال): عمامہ پر مسح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): عمامہ پر مسح مسنون ہے۔

❀ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى نَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، تو پیشانی کے بالوں، عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔''

(صحيح البخاري : 206، صحيح مسلم : 274)

(سوال): عیادت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مسلمان بیمار بھائی کی عیادت کرنا مسنون و مستحب ہے۔ یہ مسنون کے مسلمہ حقوق میں سے ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ؛ رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ .

''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازہ میں شریک ہونا، دعوت قبول کرنا اور چھینک مارنے والے کو دعا دینا۔''

(صحيح البخاري : 1240؛ صحيح مسلم : 2162)

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات سے منع کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کے ساتھ شریک ہونے، مریض کی عیادت کرنے، دعوت قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، قسم اٹھانے والے کی قسم پوری کرنے، سلام کا جواب دینے اور چھینک مارنے والے کا جواب دینے کا حکم دیا اور چاندی کے برتنوں، سونے کی انگوٹھی، ریشم، باریک ریشم، قِسّي کپڑے اور موٹے ریشم سے منع کیا ہے۔“

(صحيح البخاري : 1239؛ صحيح مسلم : 2066)

سوال: مریض کے پاس جا کر کیا کہنا چاہیے؟

جواب: مریض کی عیادت کو جائیں، تو اسے تسلی دیں، شفایابی کی اُمید دلائیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائیں اور بھرپور دعائیں دیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیمار کی عیادت کو جاتے، تو فرماتے:

لَا بَاْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .

”کوئی بات نہیں، ان شاءاللہ، یہ بیماری گناہوں سے پاکی کا باعث بنے گی۔“

(صحيح البخاري : 5656)